فضل الإسلام

فضائلِ اسلام

فضائلِ اسلام

امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

باب: اسلام کا وجوب

... اور ارشادِ باری تعالٰی :

{ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ}

{جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔}[1] (سورۂ آل عمران: 85)۔ اور یہ فرمان الٰہی:

{ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ}

{اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے، جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی۔}[2] (سورۂ انعام: 153)۔

---

[1] سورۂ آل عمران آیت: 185۔

[2] سورہ انعام آیت: 153۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ’سُبُل‘ سے مراد ’بدعات اور شبہات‘ ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : { من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد } ، "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی، جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ ناقابلِ قبول ہے۔"[1]۔ اور ایک روایت میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: { من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد }. "جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہیں ہے، تو وہ نا قابل قبول ہے۔"[2]۔

اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى - قيل: ومن أبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى }. "میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے، ماسوا ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! انکار کرنے والے کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

1 بخاری كتاب الصلح(2550)، مسلم كتاب الأقضيہ (1718)، ابوداؤد كتاب السنہ (4606)، ابن ماجہ مقدمہ (14), احمد (256/6)۔

2 بخاری كتاب الصلح(2550)، مسلم كتاب الأقضيہ (1718)، ابوداؤد كتاب السنہ (4606)، ابن ماجہ مقدمہ (14)، احمد (256/6)۔

جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا ۔"[1]

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { أبغض الناس إلى الله ثلاثة: ملحد في الحرم، ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية، ومطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه } "تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند اور حد درجہ مبغوض ہیں: حرم میں الحاد برپا کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کے طور طریقہ کی چاہت رکھنے والا اور کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے کوشاں رہنے والا۔"[2] (اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔) اس کے تحت مطلق یا مقید (جس کا تعلق بعض سے ہو) ہر طرح کے جاہلی امور آتے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق اہلِ کتاب سے ہو یا بُت پرستوں سے یا ان کے علاوہ کسی بھی شخص سے، جو رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات کا مخالف ہو۔

اور صحیح (بخاری) میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”اے قاریو (علما) کی جماعت! تم استقامت کا راستہ اپناؤ, اس لیے کہ تم بہت

---

1 بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ (6851)، مسلم الإمارة (1835)، احمد بن حنبل (361/2)۔
2 بخاری کتاب الدیات (6488)۔

زیادہ سبقت لے جانے والے ہو۔ اگر تم (جادۂ حق سے) دائیں بائیں گئے تو دور گمراہی میں جاگرو گے“۔

محمد بن وضاح سے مروی ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو مجلس کے پاس کھڑے ہوکر انھیں وعظ ونصیحت فرماتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابن عیینہ نے مجالد ، انھوں نے شعبی اور انھوں نے مسروق کے واسطے سے خبر دی ہے کہ عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ہر سال جو گزرتا ہے اس کے بعد آنے والا سال اس سے بدتر ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ایک سال دوسرے سے زرخیز ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ ایک حاکم دوسرے حاکم سے بہتر ہوگا، بلکہ میرا کہنا یہ ہے کہ تمہارے علما اور نیکوکار لوگ اٹھ جائیں گے (اُن کا انتقال ہوجائے گا)۔ پھر ان کی جگہ ایسے لوگ لیں گے جو امور دین میں قیاس آرائیاں کریں گے۔ اور اس طرح اسلام کو ڈھایا جائے گا اور اس کی شکل بدل دی جائے گی۔

باب : اسلام کی تفسیر

اور اللہ تعالی کا فرمان :

{ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ}

{پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں، توآپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے

اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے۔}[1] {سورۂ آل عمران آیت: 20} الآیہ۔

اور صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله، وتقيم الصلاة، وتؤتي الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا }. "اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبودِ برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں، زکوۃ دیں، رمضان کے روزے رکھیں اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کریں۔"[2]

اسی سلسلے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے: { المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده }. "مسلم وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلم محفوظ رہیں۔"[3]

بہز بن حکیم سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

---

1 سورۂ آل عمران آیت: 20۔

2 مسلم كتاب الإيمان {8}، ترمذي كتاب الإيمان {2610}، نسائي كتاب الإيمان وشرائعه {4990}، أبو داود كتاب السنة {4695}، ابن ماجه مقدمة {63}، احمد {52/1}

3 ترمذي كتاب الإيمان {2627}، نسائي كتاب الإيمان وشرائعه {4995}، احمد {379/2}۔

نے اللہ کے رسول ﷺ سے (اسلام کے بارے میں) دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: { أن تسلم قلبك لله، وأن تولي وجهك إلى الله، وأن تصلي الصلاة المكتوبة، وتؤتي الزكاة المفروضة } "اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ کے لیے خم ہوجائے، تمہارا چہرہ اللہ کے رُخ ہوجائے، اور یہ کہ تم فرض نمازیں ادا کرو اور فرض زکوۃ نکالو۔"[1] امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔

وعن أبي قلابة عن عمرو بن عبسة عن رجل من أهل الشام عن أبيه { أنه سأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ما الإسلام؟ قال: أن تسلم قلبك لله ويسلم المسلمون من لسانك ويدك، قال: أي الإسلام أفضل؟ قال: الإيمان، قال: وما الإيمان؟ قال أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله والبعث بعد الموت }. ابو قلابہ، عمرو بن عبسہ سے اور وہ ایک شامی شخص سے روایت کرتے ہیں، جو اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ اُنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ کے تابع ہوجائے اور دیگر مسلمان تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کون سا اسلام سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان۔ اُس نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں

---

[1] نسائي كتاب الزكاة (2436) ، احمد (3/5).

پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر ایمان لاؤ۔[1].

باب : فرمان باری تعالیٰ "جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین ہرگز قبول نہیں ہو گا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { تجيء الأعمال يوم القيامة فتجيء الصلاة فتقول: يا رب أنا الصلاة فيقول: إنك على خير، ثم يجيء الصيام فيقول: إنك على خير، ثم تجيء الأعمال على ذلك فيقول: إنك على خير، ثم يجيء الإسلام فيقول: يا رب إنك السلام وأنا الإسلام فيقول: إنك على خير، بك اليوم آخذ وبك أعطي قال الله تعالى: "قیامت کے دن (بندوں کے) اعمال پیش کیے جائیں گے۔ چنانچہ جب نماز حاضر ہوگی، تو کہے گی: اے میرے رب! میں نماز ہوں۔ اُس سے اللہ تعالیٰ کہے گا: تم خیر وبھلائی پر ہو (یعنی تمہارے ساتھ خیر کا معاملہ ہوگا)۔ پھر روزہ آئے گا۔ اللہ اُس سے بھی کہے گا کہ تم خیر وبھلائی پر ہو۔ پھر اسی سے طرح دیگر اعمال پیش ہوں گے۔ اللہ اُن (سب) کے بارے میں یہی کہے گا کہ تم خیر وبھلائی پر ہو۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! تو سراپا سلامتی ہے اور میں اسلام ہوں۔ اس پر اللہ تعالی فرمائے گا: تم خیر وبھلائی پر ہو۔ آج کے دن میں

---

[1] احمد (114/4).

تمہاری ہی بُنیاد پر مواخذہ کروں گا اور تمہاری ہی بنیاد پر نوازوں گا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ }

{جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔}"[1] (سورہ آل عمران: 85) امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔

صحیح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: { من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد } "جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہیں ہے، تو وہ نا قابل قبول ہے۔"[2] امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔

باب : آپ ﷺ کی اتباع کے بعد کسی اور کی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے

اور اللہ تعالی کا فرمان :

{ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ }

---

[1] سورہ آل عمران آیت: 85۔

[2] بخاري كتاب الصلح (2550) ، مسلم كتاب الأقضية (1718)، ابو داود كتاب السنة (4606)، ابن ماجه مقدمہ (14)، احمد (256/6).

{اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے، جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے۔}[1] (سورہ النحل: 89)

امام نسائی وغیرہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توریت کا ایک صفحہ دیکھ کر فرمایا: {لو كان موسى حيا ما وسعه إلا اتباعي} "اگر موسی -علیہ السلام- بھی زندہ ہوتے (اور میری نبوت کا زمانہ پا لیتے) تو ان کے لیے بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوتا۔"[2] تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہیں۔

باب: اسلام کے دعوے سے خارج ہونے کا بیان

اور اللہ تعالی کا فرمان:

{ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا }

{اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی۔}[3] (سورۂ حج: 78)۔

---

[1] سورہ النحل آیت: 89۔
[2] احمد (3/387)، دارمي مقدمه (435)۔
[3] سورۂ حج آیت: 78۔

حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { آمركم بخمس، الله أمرني بهن: السمع، والطاعة، والجهاد، والهجرة، والجماعة، فإنه من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه إلا أن يراجع، ومن دعا بدعوى الجاهلية فإنه من جثي جهنم، فقال رجل: يا رسول الله وإن صلى وصام قال: وإن صلى وصام فادعوا الله الذي سماكم المسلمين والمؤمنين عباد الله } "میں بھی تمہیں ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے: (۱) بات سننا (۲) (سننے کے بعد) اطاعت کرنا (۳) جہاد کرنا (4) ہجرت کرنا (۵) جماعت کے ساتھ رہنا، کیوں کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹا، اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے باہر نکال پھینکا۔ مگر یہ کہ پھر اسلام میں واپس آ جائے۔ اور جس نے جاہلیت کا نعرہ لگایا، تو وہ جہنم کے ایندھنوں میں سے ایک ایندھن ہے۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے پوچھا: اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ تو تم اللہ کے بندو! اس اللہ کو پکارو، جس نے تمہارا نام مسلم و مومن رکھا۔"[1] امام احمد اور امام ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

---

[1] ترمذي كتاب الأمثال (2863)، احمد (130/4).

اور صحیح میں ہے: { من فارق الجماعة شبرا فميتته جاهلية } وفيه: { أبدعوى الجاهلية وأنا بين أظهركم } "جس نے بالشت بھر بھی جماعت چھوڑی، اسے جاہلیت کی موت آئے گی۔}[1] نیز اسی روایت میں ہے: {کیا میرے رہتے ہوئے جاہلیت کے نعرے بلند ہو رہے ہیں؟!" ابو العباس کہتے ہیں: حسب ونسب، شہریت، جنس مسلک یا طریقۂ کار میں سے جو چیز بھی انسان کو اسلام کے دعوے سے خارج کرنے کا موجب بنے، وہ جاہلیت کا نعرہ اور اس کی گہار شمار کی جائے گی۔ بلکہ جب مہاجر اور انصار باہم جھگڑ پڑے اورمہاجر نے کہا : اے مہاجرو، میری مدد کے لیے آؤ۔ اور انصاری نے کہا : اے انصاریو! میری مدد کے لیے آؤ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : { أبدعوى الجاهلية وأنا بين أظهركم؟ } "کیا میری نظروں کے سامنے جاہلیت کی گہار لگائی جائے گی!" اسی وجہ سے آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ (ابو العباس کی بات حتم ہوئی۔)

باب : اسلام میں کلی طور داخل ہونے اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کو چھوڑنے کا وجوب

اور اللہ تعالی کا فرمان :

---

[1] بخاري كتاب الفتن (6646)، مسلم كتاب الإمارة (1849)، احمد (297/1)، دارمي كتاب السير (2519).

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً }

{ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔}[1] (سورہ البقرہ: 208) مزید ارشاد ہے:

{ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ }

{کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا، جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے، اس پر ان کا ایمان ہے؟}[2] (سورہ النساء: 60) الآیہ۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

{ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ }

{جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔}[3] (سورہ آل عمران: 106)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اہل سنت اور اتحاد والوں کے چہرے سفید ہوں گے، جب کہ بدعتیوں اور اختلاف کرنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل، حتى إن كان منهم من أتى أمة علانية

---

[1] سورہ البقرہ آیت: 208۔
[2] سورہ النساء آیت: 60۔
[3] سورہ آل عمران آیت: 106۔

كان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل افترقت على اثنتين وسبعين ملة} "میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا، جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ایسے، جیسے ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ طور پر زنا کیا ہوگا تو میری اُمت میں بھی ایسا شخص ہوگا، جو ایسا (گھناؤنا) کام کرے گا۔ بنی اسرائیل بہتّر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے۔"[1] پوری حدیث اس طرح ہے: {وتفترق هذه الأمة على ثلاث وسبعين فرقة كلهم في النار إلا ملة واحدة - قالوا: من هي يا رسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي} "اور میری یہ اُمت تہتّر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس راستے پر چلنے والی جماعت، جس پر میں اور میرے صحابہ کاربند ہیں۔"[2]

واہ رے زورِ نصیحت, جس نے دلوں کو زندہ کردیا!!

امام ترمذی نے اسے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نےمعاویہ کے طریق سےروایت کی ہے، جسے امام احمد اور امام ابوداود نے نقل کیا ہے، جس میں ہے: (إنه سيخرج من أمتي قوم تتجارى بهم تلك الأهواء كما يتجارى الكلب بصاحبه، فلا يبقى منه عرق ولا مفصل إلا دخله) "میری امت

---

1 ترمذي كتابُ الإيمان (2641)۔

2 ترمذي كتابُ الإيمان (2641)۔

میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جن میں نفسانی خواہشات کی پیروی ایسے سرایت کرجائےگی، جیسے باؤلے کتے کے کاٹنے سے اس کے جراثیم انسان کے اندر سرایت کرجاتے ہیں اور اس کی ہر نس اور جوڑ میں پہنچ جاتے ہیں۔" اور آپ ﷺ کا یہ فرمان گزر چکا ہے :
"اور اسلام میں جاہلیت کے رواج کو چاہنے والا۔"

باب : بدعت کبیرہ گناہوں سے بھی خطرناک ہے

جیسا کہ اللہ عزّوجلّ کا فرمان ہے:

{ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ }

{یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔}[1] (سورہ النساء: 48)۔ مزید ارشاد ہے:

{ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ }

{اسی کا نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصے دار ہوں گے، جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے۔

[1] سورہ النساء آیت: 48۔

دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں؟}[1] (سوہ النحل: 25)۔

اور صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ نے خوارج کے متعلق فرمایا: { أينما لقيتموهم فاقتلوهم }. "اُن سے جہاں بھی سامنا ہو، ان کو تہِ تیغ کردینا۔"[2]

اسی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ظالم حکمرانوں کو، جب تک کہ وہ نماز قائم کرتے رہیں، قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جریر بن عبداللہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے صدقہ دیا، اُس کے بعد کئی لوگوں نے (اُسے دیکھ کر) صدقہ دینا شروع کردیا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: { من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيء } "جو شخص اسلام میں کوئي اچھا طریقہ جاری کرے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا۔ جب کہ عمل کرنے والوں کے

---

[1] سورہ النحل آیت: 25۔

[2] بخاري كتاب المناقب (3415)، مسلم كتاب الزكاة (1066)، نسائي كتاب تحريم الدم (4102)، ابو داود كتاب السُنّہ (4767)، احمد (131/1).

اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے گا، اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔"[1] اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسلم ہی کی ایک روایت، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس کے الفاظ ہیں: { من دعا إلى هدى - ثم قال - من دعا إلى ضلالة }. "جس نے ہدایت کی طرف کسی کو بُلایا۔ (پھر فرمایا) جس نے کسی گمہراہی کی طرف بُلایا۔"[2]

باب : اللہ تعلی نے بدعتی کی توبہ پر روک لگادی ہے

یہ مراسیل حسن میں سے ہے اور انس رضی اللہ کی روایت کردہ ہے۔

ابن وضاح نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ ہمارے یہاں ایک شخص تھا، جس کی(خلافِ سنت) ایک خاص رائے تھی۔ پھر اُس نے وہ رائے ترک

---

1 مسلم كتابُ الزكاة (1017)، ترمذي كتابُ العلم (2675)، نسائي كتابُ الزكاة (2554)، ابن ماجه مقدمہ (203)، احمد (359/4)، دارمي مقدمہ (514).

2 مسلم كتابُ العلم (2674)، ترمذي كتاب العلم (2674)، ابو داود كتاب السُنّہ (4609)، احمد (397/2)، دارمي مقدمہ (513).

کردی، تو میں محمد بن سیرین کے پاس گیا اور اُن سے کہا: کیا آپ نے محسوس کیا کہ فلاں نے اپنی رائے ترک کردی ہے؟ انہوں نے کہا: دیکھو وہ پھر کدھر گیا؟ درحقیقت حدیث کا آخری حصہ پہلے حصے کے مقابلے میں ان کے لئے زیادہ سخت ہے: { يمرقون من الإسلام؟ ثم لا يعودون إليه }، "وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔ پھر اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔"[1] امام احمد بن حنبل سے اس کا معنی دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے پھر توبہ کی توفیق نہیں ملے گی۔

باب : فرمان باری تعالی "اے اہل کتاب! تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو؟"

اور ارشادِ باری تعالٰی ہے:

{ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ }

{اے اہل کتاب! تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو؟}[2] (سورہ آل عمران: 65)۔ فرمانِ باری تعالی تک:

---

[1] بخاري كتاب التوحيد (6995)، مسلم كتاب الزكاة (1064)، نسائي كتاب الزكاة (2578)، ابو داؤد كتاب السنّہ (4764)، احمد (68/3).

[2] سورہ آل عمران آیت: 65۔

{ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ }

{اور وہ (ابراہیم) مشرکوں میں سے نہیں تھے۔}[1] (آل عمران: 67) اللہ نے مزید فرمایا:

{ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ }

{دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا، جو محض بےوقوف ہو۔ ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔}[2] (سورہ البقرہ: 130)۔ صحیح میں میں خوارج کی حدیث ہے جو گذر چکی ہے۔ اور صحیح ہی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: { آل أبي فلان ليسوا لي بأولياء إنما أوليائي المتقون }، {آل فلاں میرے اولیا اور دوست نہیں، میرے اولیا تو متقی اور پرہیز گار لوگ ہیں۔}[3] صحیح میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ ایک صحابی نے کہا ہے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور دوسرے نے کہا ہے کہ میں ساری رات تہجد میں گزاروں گا اور نیند کی آغوش میں نہیں جاؤں گا، جب کہ تیسرے نے کہا ہے کہ میں ہمیشہ

---

[1] سورہ آل عمران آیت: 67۔

[2] سورہ البقرہ آیت: 130۔

[3] صحيح بخاري كتاب الأدب (5644)، صحيح مسلم كتاب الإيمان (215)، أحمد (203/4).

روزے سے رہوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا!
اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا: { لكنني أقوم وأنام وأصوم وأفطر وأتزوج النساء وآكل اللحم فمن رغب عن سنتي فليس مني }، "لیکن میں تو قیام بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، بنا روزے کے بھی رہتا ہوں، عورتوں سے شادیاں بھی کرتا ہوں اور گوشت بھی کھاتا ہوں۔ (یہ میری سنت ہے۔) اور جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، تو وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔"[1] ذرا غور کریں، جب عبادت کی غرض سے دنیا سے کنارہ کشی اختیارکرنے کا ارادہ رکھنے والے بعض صحابہ کے تئیں اس قدر سخت بات کہی جاسکتی ہے اور اسے سنت سے روگردانی قرار دیا جاسکتا ہے، تو بدعات اور غیر صحابہ کے بارے میں کیا خیال ہے ؟

باب : فرمانِ باری تعالیٰ : "پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ }

---

[1] صحيح بخاري كتاب النكاح (4776)، صحيح مسلم كتاب النكاح (1401)، سنن نسائي كتاب النكاح (3217)، احمد (285/3).

{پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔}[1] (سورہ الروم: 30)

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

{ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ }

{اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولادکو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا ہے۔ خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔}[2] (سورہ البقرہ: 132) مزید فرمایا:

{ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ }

{پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔}[3] (سورہ النحل: 123)۔

---

[1] سورہ الروم آیت: 30۔

[2] سورہ البقرۃ آیت: 132۔

[3] سورہ النحل آیت: 123۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: { إن لكل نبي ولاة من النبيين وأنا وليي منهم أبي إبراهيم وخليل ربي } "ہر نبی کے نبیوں میں سے ولی ہوتے ہیں اور اُن میں سے میرے ولی میرےابپ ابراہیم ہیں، جو میرے رب کے خلیل (دوست) بھی ہیں۔"[1] پھر آپ ﷺ نے (یہ آیت) پڑھی:

{ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ }

{سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں، جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے۔ مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔}[2] (سورہ آل عمران: 68) امام ترمذی نے اسے روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { إن الله لا ينظر إلى أجسامكم ولا إلى أموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم }. "اللہ تمہارے جسموں اور تمہاری شکلوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔"[3].

---

1 سنن ترمذي تفسير القرآن (2995)، احمد (430/1).
2 سورہ آل عمران آیت: 68۔
3 مسلم كتاب البر والصلة والآداب (2564).

اور بخاری ومسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { أنا فرطكم على الحوض وليرفعن إلي رجال من أمتي حتى إذا أهويت لأناولهم احجبوا دوني فأقول: أي رب أصحابي فيقال إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك }. "میں حوض کوثر پر تمہارا منتظر رہوں گا۔ میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے آئیں گے۔ پھر جب میں انہیں آبِ کوثر پلانے کے لیے جھکوں گا، تو انہیں مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے ساتھی (یعنی امتی) ہیں! تو کہا جائے گا: آپ کو پتہ نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعات گھڑی تھیں۔"[1]

صحیحین ہی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { وددت أنا قد رأينا إخواننا قالوا: أولسنا إخوانك يا رسول الله؟ قال: أنتم أصحابي، وإخواني هم الذين لم يأتوا بعد، قالوا: فكيف تعرف من لم يأت بعد من أمتك؟ قال: أرأيتم لو أن رجلا له خيل غر محجلة بين ظهري خيل دهم بهم ألا يعرف خيله؟ قالوا: بلى قال: فإنهم يأتون غر محجلين من الوضوء وأنا فرطهم على الحوض، ألا ليذادن رجال يوم القيامة عن حوضي كما يذاد البعير الضال أناديهم ألا هلم فيقال: إنهم قد بدلوا بعدك فأقول: سحقا سحقا }. "میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے

---

[1] بخاري كتاب الفتن (6642)، مسلم كتاب الفضائل (2297)، ابن ماجه كتاب المناسك (3057)، احمد (393/5).

کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی تو وہ لوگ ہیں، جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کیسے پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو، جن کو آپ نے دیکھا ہی نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بھلا تم دیکھو، اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید اور ہاتھ پاؤں والے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں، تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: بے شک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے اثر سے سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا منتظر رہوں گا۔ خبردار رہو! بعض لوگ میرے حوض پر سے اس طرح ہٹائے جائیں گے، جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکا دیا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا کہ آؤ آؤ۔ لیکن کہا جائے گا: ان لوگوں نے آپ کے بعد اپنے تئیں بدل دیا تھا۔ (اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی اور وہ بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے) تب میں کہوں گا: جاؤ دور ہو، دور ہو۔"[1]

[1] بخاري کتاب المساقاۃ (2238)، مسلم کتاب الطھارۃ (249)، نسائی کتاب الطھارۃ (150)، ابو داؤد کتاب الجنائز (3237)، ابن ماجه کتاب الزھد (4306)، احمد (300/2)، مالک کتاب الطھارۃ (60).

صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: { بينما أنا قائم إذا زمرة، حتى إذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال: هلم فقلت: أين؟ قال: إلى النار والله. قلت: وما شأنهم؟ قال: إنهم ارتدوا بعدك على أدبارهم القهقرى ثم إذا زمرة - فذكر مثله - قال: فلا أراه يخلص منهم إلا مثل همل النعم }. "دریں اثنا کہ میں حوضِ کوثر پر کھڑا ہوں گا، ایک جماعت آئے گی۔ یہاں تک کہ جب میں انھیں پہچان لوں گا، تو میرے اور ان کے بیچ سے ایک شخص نمودار ہوگا اور اُن سے کہے گا: چلو! آپ ﷺ کہیں گے: انھیں کدھر لے جارہے ہو؟ وہ کہے گا: جہنم کی طرف۔ آپ ﷺ پوچھیں گے کہ ان کا کیا مسئلہ ہے؟ وہ کہے گا: یہ لوگ آپ ﷺ کے بعد اُلٹے پاؤں واپس ہو گئے تھے۔ پھر دوسری جماعت آئے گی۔ پہلے گروہ کے طرح ان کا بھی حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن میں سے بھٹکے ہوئے اونٹوں کے بمقدار انتہائی کم لوگ ہی نجات پائیں گے۔"[1]

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: { فأقول كما قال العبد الصالح: { وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ } } "میں وہی کہوں گا، جو صالح بندے نے کہا تھا: {میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے

[1] بخاري كتابُ الرقاق (6215).

مجھ کو اٹھا لیا، تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔}"[1] (سورہ المائدہ: 117)

صحیحین ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مرفوعًا روایت ہے: { ما من مولود يولد إلا على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء هل تحسون فيها من جدعاء حتى تكونوا أنتم تجدعونها } "ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ جیسے جانور ہمیشہ سالم جانور جنتا ہے۔ کیا تمہیں ان میں کوئی کان کٹا ہوا جانور محسوس ہوتا ہے؟ کان کاٹنے کا کام تو تم خود کرتے ہو۔"[2] پھر ابوہریرہ رضی اللہ نے یہ آیت پڑھی:

{ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا }

{اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔}[3] (سورہ الروم: 30) بخاری و مسلم۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: { كان الناس يسألون رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الخير

---

[1] سورہ المائدہ آیت: 117۔

[2] بخاري كتاب الجنائز (1292)، مسلم كتاب القدر (2658)، ترمذي كتاب القدر (2138)، أبو داود كتاب السنّة (4714)، احمد (315/2) مالك كتاب الجنائز (569).

[3] سورہ الروم آیت: 30.

وأنا أسأله عن الشر مخافة أن يدركني فقلت: يا رسول الله، إنا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير، فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: نعم. فقلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ نعم وفيه دخن، قلت: وما دخنه؟ قال: قوم يستنون بغير سنتي ويهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: نعم فتنة عمياء ودعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها، قلت: يا رسول الله صفهم لنا قال: قوم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا - قلت: يا رسول الله ما تأمرني إن أدركت ذلك قال: تلزم جماعة المسلمين وإمامهم، قلت: وإن لم يكن جماعة ولا إمام؟ قال: فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض على أصل شجرة حتى يأتيك الموت وأنت على ذلك }

"لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی بابت سوال کیا کرتے تھ، جب کہ میں آپ ﷺ سے شر کے متعلق دریافت کیا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھے پانہ لے۔ چناچہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شر میں تھے۔ اللہ ہمارے لیے یہ خیر لے آیا۔ تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا اس شر کے بعد پھر سے خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن اس میں دخن (دھبہ، دلوں میں میل) بھی ہوگا۔ میں نے پوچھا: اس کا 'دخن' کیا ہوگا؟ فرمایا: ایسی قوم ہوگی، جو میری طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقے کو اپنا لے گی۔ ان کی کچھ باتیں تمہیں بھلی معلوم ہوں گی اور کچھ بری۔ میں نے کہا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ایسے داعیان ہوں گے، جو جہنم کے دروازوں کی

طرف دعوت دیں گے، جو ان کی دعوت قبول کرلے گا، وہ اسے جہنم واصل کروادیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کے اوصاف بیان کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولتے ہوں گے۔ میں نے کہا: آپﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر میں انہیں پالوں؟ فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہنا۔ میں نے کہا: اگر ان کی کوئی جماعت ہی نہ ہو اور نہ ہی امام؟ فرمایا: تو پھر ان تمام فرقوں سے علاحدہ ہوجانا، اگرچہ تجھے درخت کی جڑیں چبا کر ہی گزارا کیوں نہ کرنا پڑے، یہاں تک کہ تجھے اسی حال میں موت آجائے۔"[1] امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی تخریج کی ہے اور مسلم نے ان لفظوں کا اضافہ کیا ہے: {ثم ماذا؟ قال: يخرج الدجال معه نهر ونار فمن وقع في ناره وجب أجره قلت ثم ماذا؟ قال: هي قيام الساعة} "پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا۔ اس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔ جو اس کی آگ میں ڈالا جائے گا، وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے

[1] بخاري كتاب المناقب (3411)، مسلم كتاب الإمارة (1847)، ابو داود كتاب الفتن والملاحم (4244)، ابن ماجه كتاب الفتن (3979)، احمد (387/5).

فرمایا: یہ قیامت کی گھڑی ہوگی۔"[1] ابو العالیہ کہتے ہیں: ”تم اسلام کی تعلیم حاصل کرو۔ پھر جب اسے سیکھ لو تو اس سے اعراض نہ کرو۔ صراطِ مستقیم کو لازم پکڑو، اس لیے کہ یہی اسلام ہے۔ صراطِ مستقیم سے دائیں بائیں مت جاؤ۔ اپنے نبی ﷺ کی سنت کو پکڑے رکھو۔ اور دیکھو، خواہشاتِ نفس کی پیروی سے دور رہا کرو۔“ ابو العالیہ کی بات ختم ہوئی۔

ابو العالیہ کی اس بات پر غور کریں! یہ کس قدر اہم اور زمانہ شناسی پر مبنی ہے، جس میں خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے سے متنبہ کیا گیا ہے اور اسے اسلام سے انحراف وروگردانی قرار دیا گیا ہے! اسلام کی تفسیر سنت سے کرنے نیز ان کی جانب سے چوٹی کے تابعی علما کے بارے میں کتاب وسنت سے خروج کے اندیشے کے اظہار نے درج ذیل فرمانِ باری کے معنی و مفہوم کو واضح کر دیا ہے:

{ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ }

[1] بخاري كتاب المناقب (3411)، مسلم كتاب الإمارة (1847)، ابو داود كتاب الفتن والملاحم (4244)، ابن ماجه كتاب الفتن (3979)، احمد (404/5).

{جب کبھی بھی ان کے رب نے ان سے کہا کہ اسلام لے آؤ۔}[1] (سورہ البقرہ: 131) ساتھ ہی اس آیت کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے:

{ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ }

{اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولادکو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا ہے۔ خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔}[2] (سورہ البقرہ: 132)۔ نیز اس آیت کا مفہوم بھی نکھر کر سامنے آ جاتا ہے:

{ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ }

{دین ابراہیمی سے وہی بےرغبتی کرے گا، جو محض بےوقوف ہو۔}[3] (سورہ البقرہ: 130) ان جیسے بڑے بڑے اصولوں سے، جو حقیقت میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتے ہیں، لوگ بے پروا ہیں۔ حالاں کہ ان کو جان لینے کے بعد اس باب کی حدیثوں اور ان جیسی دیگر حدیثوں کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ وہ ان اور اِن جیسی دیگر آیتوں کو پڑھتا ہے اور سوچتا ہے کہ وہ ان آیتوں اور ان میں وارد

---

[1] سورہ البقرہ آیت: 131۔
[2] سورہ البقرہ آیت: 132۔
[3] سورۃ البقرہ آیت: 130۔

تنبیہات کا مخاطب نہیں ہے۔ اور گمان رکھتا ہے کہ یہ سب باتیں تو ایسی قوموں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو اپنے آپ کو اللہ کی تدبیر سے محفوظ سمجھتے تھے۔ اور اللہ کی چال سے صرف خسارہ اٹھانے والے لوگ ہی اپنے آپ کو مامون ومحفوظ سمجھتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: { خط لنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خطا ثم قال: هذا سبيل الله، ثم خط خطوطا عن يمينه وعن شماله، ثم قال: هذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعو إليه وقرأ: "اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں جانب کچھ لکیریں کھینچی اور کہا: یہ بھی چند راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستے پر شیطان ہوتا ہے، جو اس طرف بُلاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

{ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ } }

{اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے، جو مستقیم ہے۔ سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی۔}"[1] (سورۂ انعام: 153) احمد اور دارمی نے اسے روایت کیا ہے۔

---

[1] سورہ الانعام آیت: 153۔

باب : اسلام کی اجنبیت اور اجنبیوں کی فضیلت

اور اللہ تعالی کا فرمان:

{ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ }

{پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے، جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے۔ سوائے ان چند کے، جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔}[1] (سورہ ھود آیت: 116)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے: { بدأ الإسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ، فطوبى للغرباء } "اسلام کی ابتدا اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور ایک بار پھر اسلام اُسی اجنبیت کی حالت میں چلاجائے گا۔ سو مبارک باد ہے اجنبیوں کے لیے۔"[2] اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ احمد نے ابن مسعود کے طریق سے اسے روایت کیا ہے، جس میں یہاضافہ ہے: { من الغرباء؟ قال: النزاع من القبائل والذين يصلحون إذا فسد الناس }. "پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! غرباء کون ہیں؟آپ ﷺنے جواب دیا کہ وہ لوگ جو اپنے گھر والوں سے دور اور

---

[1] سورہ ھود آیت: 116۔

[2] مسلم كتاب الإيمان (145)، ابن ماجه كتاب الفتن (3986)، احمد (389/2).

اوجھل ہوگئے, اور جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت صلاح پر ہوں گے۔"[1].

ترمذی میں یہ حدیث کثیر بن عبد اللہ کے طریق سے مروی ہے، جو وہ اپنے والد سے اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں: { فطوبى للغرباء الذين يصلحون ما أفسد الناس من سنتي }. "مبارک باد ہو اجنبیوں کے لیے، جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے، جن میں لوگ بگاڑ پیدا کردیں گے۔"[2]

اور ابو امیہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نےابوثعلبہ سے دریافت کیا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ }

{اے ایمان والو! اپنی فکر کرو۔ جب تم راہ راست پر چل رہے ہو، تو جو شخص گمراہ رہے، اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔}؟[3] (سورہ المائدۃ: 105) انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سب سے زیادہ جانکار شخص (رسول اللہ ﷺ) سے پوچھا تھا۔ { سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: بل

---

[1] احمد (74/4).

[2] ترمذي كتاب الإيمان (2630).

[3] سورہ المائدہ آیت: 105

ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى إذا رأيتم شحا مطاعا وهوى متبعا، ودنيا مؤثرة، وإعجاب كل ذي رأي برأيه، فعليك بنفسك، ودع عنك العوام، فإن من ورائكم أياما الصابر فيهن مثل القابض على الجمر، للعامل فيهن أجر خمسين رجلا يعملون مثل عملكم قلنا: منا أم منهم؟ قال: بل منكم } "میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم دو اور برائی سے باز رکھو۔ یہاں تک کہ جب تم شدید بخالت، خواہشات نفسانی کی پیروی، دنیاوی امور کی دینی امور پر ترجیح اور ہر کس وناکس کا اپنی رائے کو بہت اچھا جاننا, دیکھو تو اپنے نفس کو لازم پکڑلو اور عوام کا پیچھا چھوڑ دو۔ اس لیے کہ تمہارے بعد ایسا زمانہ آنے والا ہے، جس میں صبر کرنے والا گویا انگاروں کو اپنی مٹھی میں لئے ہوگا۔ اس وقت عمل کرنے والے کو تمہارے جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا۔ ہم نے پوچھا: کیا وہ عمل کرنے والے ہم میں سے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم میں سے ہوں گے!"[1] ابوداود اورترمذی نے اسے روایت کیا ہے۔

اسی معنی کی روایت ابن وضاح نے عبد اللہ بن عمر کی حدیث سے کی ہے۔ان کی حدیث کے الفاظ ہیں:: { إن من بعدكم أياما للصابر فيها المتمسك بدينه مثل ما أنتم عليه اليوم، له أجر خمسين منكم } "تمہارے بعد ایسا زمانہ آنے والا

[1] ترمذي تفسير القرآن (3058) ، ابن ماجه كتاب الفتن (4014).

ہے، جس میں صبر کرنے والے اور اپنے دین کو لازم پکڑنے والے شخص کو تمہارے جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا۔"[1] اس کے بعد کہا: ہم کو خبردی محمد بن سعید نے، انہوں نے کہا: ہم کو خبر دی اسد نے, وہ کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے اسلم بصری سے روایت کیا اور وہ حسن بصری کے بھائی سعید سے روایت کرتے ہیں، جو اسے مرفوعًا روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: { إنكم اليوم على بينة من ربكم، تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتجاهدون في سبيل الله، ولم يظهر فيكم السكرتان: سكرة الجهل، وسكرة حب العيش، وستحولون عن ذلك، فالمتمسك يومئذ بالكتاب والسنة له أجر خمسين، قيل: منهم؟ قال: بل منكم } "آج تم اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ واضح راستے پر گامزن ہو، اچھائیوں کا حکم دیتے ہو، بُرائیوں سے روکتے ہو، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو اور ابھی تمہارے اندر دو نشے ظاہر نہیں ہوئے ہیں: ایک جہالت کا نشہ اور دوسرا زندگی کی محبت کا نشہ۔ عنقریب ہی تم اس ڈگر سے ہٹ جاؤگے۔ پھر اُس دن کتاب وسنت کو لازم پکڑنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔ کہا گیا: کیا وہ (عاملِ کتاب وسنت) ان (نافرمانوں) میں سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم میں سے ہوگا۔" انہوں نے ہی ایک دیگر سند کے ذریعہ معافری سے روایت کیا ہے کہ اللہ

---

[1] ترمذي كتاب تفسير القرآن (3058)، ابن ماجه كتاب الفتن (4014).

کے رسول ﷺ نے فرمایا: { طوبى للغرباء، الذين يتمسكون بالكتاب حين يترك، ويعملون بالسنة حين تطفأ }. "اجنبیوں کے لیے مبارک باد ہے، جو کتاب اللہ کو اس وقت لازم پکڑیں گے، جب اُسے چھوڑ دیا جائے گا اور سنت پر اُس وقت عمل پیرا ہوں گے، جب اسے بُجھا دیا جائے گا۔"[1]

باب : بدعات سے ڈرانے کا بیان

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: { وعظنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- موعظة بليغة، قلنا: يا رسول الله كأنها موعظة مودع فأوصنا قال: أوصيكم بتقوى الله - عز وجل- والسمع والطاعة، وإن أمر عليكم عبد، وإنه من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عيها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل بدعة ضلالة } "ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک موثر وعظ فرمایا، جس سے دل کانپ اٹھے اور آنکھیں بھر آئیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو گویا کسی الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ عز وجل سے ڈرنے، (امیر کی بات) سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر بن جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو (میرے بعد)

---

[1] احمد (222/2).

زندہ رہے گا، وہ یقینا بہت اختلاف دیکھے گا۔ چنانچہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا۔ انہیں دانتوں سے خوب جکڑ لینا اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا۔ کیوں کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔"[1] امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "ہر وہ عبادت، جسے محمد ﷺ کے صحابہ نے نہ کیا ہو، اسے تم نہ کرنا۔ کیوں کہ پہلوں نے بعد والوں کے لیے کچھ کہنے کو نہیں چھوڑا ہے۔ اس لیے، اے علما کی جماعت! تم اللہ سے ڈرو اور اپنے پیش تر لوگوں کے نقشِ قدم پر چلو۔" اسے امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔ دارمی کہتے ہیں: ہم کو خبر دی حکم بن مبارک نے، ان کو بتایا عمرو بن یحیٰ نے، انہوں نے اپنے والد سے سنا، جو اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ظہر کی نماز سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے کہ جب وہ نکلیں تو ہم پیدل اُن کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑیں۔ اسی وقت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور انہوں نے کہا: کیا ابوعبدالرحمن (ابن مسعود)

---

[1] ترمذي كتاب العلم (2676)، ابو داود كتاب السنّہ (4607)، ابن ماجه مقدمہ (44)، احمد (126/4)، دارمي مقدمہ (95).

نکلے؟ ہم نے کہا: نہیں! پھر وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب وہ نکل کر آئے، تو کہا: اے ابو عبدالرحمن! میں نے مسجد میں ایک بات دیکھی، جو مجھے نئی لگی اور الحمد للہ مینخیر ہی کی امید کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اگر میں غلط بیانی کروں گا، تو ابھی آپ خود دیکھ لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کچھ لوگوں کو مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا، جو نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر حلقے میں ایک (تلقین کرنے والا) شخص تھا۔ ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں۔ ایک شخص کہتا : سو بار "اللہ اکبر" کہو۔ سب سو دفعہ " اللہ اکبر" کہتے۔ پھر وہ کہتا: سو بار "لاالٰہ الا اللہ" کہو۔ سب سو بار " لاالٰہ الا اللہ" کہتے۔ پھر وہ کہتا: سو بار "سبحان اللہ" کہو، سب سو بار "سبحان اللہ" کہتے ----- ابن مسعود نے فرمایا: تو آپ نے اُن سے کیا کہا؟ انہوں نے کہا: میں نے ابھی تک ان کو کچھ نہیں بولا، بلکہ آپ کے حکم کا انتظار کر رہا ہوں! ابن مسعود نے کہا: تم نے اُن سے یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ اپنے گناہ شمار کریں اور تم نے ان کی نیکیاں ضائع ہونے سے بچانے کی ضمانت کیوں نہیں لی؟ پھر وہ خود اس حلقے میں تشریف لائے اور فرمایا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں۔ ہم ان کنکریوں پر تکبیر و تہلیل اور تسبیح گِنْ رہے ہیں۔ یہ سن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا : تم اس

کے بجائے اپنے گناہ شمار کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس طرح کم از کم تمہاری کوئی نیکی تو نہ ضائع ہو گی،۔اے امتِ محمد (ﷺ)! تم پہ افسوس ہے! تم کتنی جلدی برباد ہو گئے۔ ابھی نبی ﷺ کے صحابہ کرام اتنی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ نبیﷺ کے کپڑے تک موجود ہیں، جواب تک بوسیدہ نہیں ہوئے ہیں اور ہنوز آپ کے برتن بھی نہیں ٹوٹے ہیں!! اللہ کی قسم ! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تم ملتِ محمدﷺ سے زیادہ نیک اور ہدایت یافتہ بن چکے ہو یا تم نے اپنے لیے ضلالت کا ایک دروازہ کھول لیا ہے! لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن ! مگر ہمارا ارادہ اور نیت تو نیک ہے؟ فرمایا : کتنے لوگ ہیں، جن کے ارادے نیک ہوتے ہیں، لیکن نیکی اور خیر انہیں نصیب نہیں ہوتی! اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! امید ہے کہ ان میں سے بیش تر لوگ تم میں سے ہی ہوں گے۔ (یہ بات آپ ﷺ نے بنو تمیم کے ایک فرد ذو الخویصرہ کو مخاطب کر کے کہی تھی، جس نے آپ ﷺ کو کہا تھا کہ آپ عدل کریں۔) عمرو بن سلمہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگِ نہروان میں خوارج کے ساتھ ہمارے خلاف جنگ کر رہے تھے۔

فہرست

فضائلِ اسلام 2
باب :اسلام کا وجوب 2
باب :اسلام کی تفسیر 5
باب :فرمان باری تعالیٰ ”جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین ہرگز قبول نہیں ہو گا۔“ 8
باب :آپ ﷺ کی اتباع کے بعد کسی اور کی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے 9
باب :اسلام کے دعوے سے خارج ہونے کا بیان 10
باب :اسلام میں کلی طور داخل ہونے اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کو چھوڑنے کا وجوب 12
باب :بدعت کبیرہ گناہوں سے بھی خطرناک ہے 15
باب :فرمان باری تعالی ”اے اہل کتاب !تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو؟“ 18
باب :فرمانِ باری تعالیٰ " :پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔“ 20
باب :اسلام کی اجنبیت اور اجنبیوں کی فضیلت 32
باب :بدعات سے ڈرانے کا بیان.. 36

ur168v1.0 - 03/09/2026